Abstract

Name of scholar: UROOJ RUKHSANA

Title of the ph.D thesis: WAHAB ASHRAFI KI TANQID KA TEHQIQI O TAQEEDI MUTALYA

Name of supervisor :WAJEEHUDDIN SHEHPER RASOOL

Name of department: URDU,FACULTY OF HUMANITIES AND LANGUAGES

JAMIA MILLIA ISLAMIA,NEW DELHI.110025

وہاب اشرفی کا پورا نام سیدؔ عبدالوہاب اشرفی ہے۔ادبی دنیا میں وہاب اشرفیؔ سے جانے جاتے ہیں۔میٹرک سرٹیفکٹ کے اعتبار سے ان کی پیدائش ۲؍جون ۱۹۳۶ء میں بی بی پور گاؤں، ضلع جہان آباد صوبہ بہار میں ہوئی۔وہاب اشرفی نے اپنی خودنوشت ’’قصہ بے سمت زندگی کا‘‘ میں لکھا ہے کہ ۱۹۳۴ء میں جب بہار میں شدید زلزلہ کا حادثہ پیش آیا اس وقت ان کی عمر پانچ ۔ چھ مہینہ تھی۔اس حساب سے وہاب صاحب کی تاریخ پیدائش ۱۹۳۳ء کے کسی مہینے میں ہونی چاہیے۔

وہاب اشرفی کا تعلق صوفی خوانوادے سے تھا۔آپ کے والد ’’سید شاہؔ حاجی امام الدین‘‘ پوری زندگی رشد و ہدایت سے وابستہ رہے۔دراصل وہاب صاحب کا سلسلہ اسلاف ’’حضرت سلطان سید مخدوم اشرف جہانگیر سمنانیؒ‘‘ سے ملتا ہے۔اسی طرح والدہ سیدہ تسلیمہ کا سلسلہ نسب ’’حضرت تاج فقیہہ‘‘ سے ملتا ہے جو کہ بی بی پور کے قریب ہی ایک گاؤں ’’کاکو‘‘ کی رہنے والی تھیں۔بی بی پور اور کاکو دونوں ہی گاؤں کی ایک روحانی تاریخ رہی ہے اور آج بھی وہاں عرس اور دیگر روحانی تقریبات میں لوگ جاتے ہیں۔جس کی تفصیل میرے مقالے کے باب اوّل میں پیش کی گئی ہے۔

میں اس مقالے کو پانچ ابواب میں تقسیم کیا ہے پہلا باب۔وہاب اشرفی کے سوانح اور شخصیت سے متعلق ہے۔اس باب میں وہاب اشرفی کی نجی اور ادبی زندگی کو شامل کیا گیا ہے۔ان کی جائے پیدائش کی مختصر تاریخ اور ملک کے سیاسی حالات سے متاثر ہو کر ان کی زندگی میں جو تبدیلیاں رونما ہوئیں ان کا ذکر ہے۔ان کا ذوق وجذبہ، اخلاق وعادات اور سیرت کا بھی عمومی جائزہ اور اسکے بارے میں لوگوں کی رائے بھی شامل ہے جس سے ان کی زندگی کا مجموعی تاثر ابھر کر آتا ہے اور آگے ان کے کلام کو سمجھنے میں مدد ملتی ہے۔

وہاب اشرفی نے شاعری بھی کی افسانے بھی لکھے لیکن انہوں نے اردو تحقیق وتنقید کو عظیم سرمایہ دیا اور اس میدان نے وہاب اشرفی کو ان کی اصل پہچان دی۔اس میدان میں اشاعت پذیر ہوئی۔اس کے بعد نہ رکنے والا تحقیق وتنقید کا سلسلہ رہا۔مختلف موضوعات پر بے شمار کتابیں آتیں رہیں جن میں تاریخ، تحقیق، تنقید، قواعد وبلاغت، نصابی کتابیں اور کتنے ہی مونوگراف شامل ہیں۔مثال کے طور پر ’’حرف حرف آشنا، آگہی کا منظر نامہ‘‘ معنی کی تلاش، معنی سے مصافحہ، وغیرہ مختلف موضوعات پر لکھے گئے مضامین کے مجموعے ہیں۔مثنوی اور مثنویات، مثنویات میر کا تنقیدی جائزہ، قطب مشتری ایک تنقیدی جائزہ، مثنوی کے موضوع پر ہیں اس کے علاوہ قدیم ادبی تنقید، کاشف الحقائق، سہیل عظیم آبادی اور ان کے افسانے، راجندر سنگھ بیدی کی افسانہ نگاری، بہار میں اردو افسانہ نگاری، اردو فکشن اور تیسری آنکھ، مابعد جدیدیت: مضمرات وممکنات، تفہیم البلاغت، تاریخ ادبیات عالم (سات جلدوں میں) تاریخ ادب اردو، پطرس اور ان کے مضامین، (تنقید) نقوش ادب (ترتیب) جیسی کتابوں سے اردو ادب کو مالا مال کر دیا۔’’شاد عظیم آبادی اور ان کی نثر نگاری‘‘ کے نام سے ۱۹۷۵ء میں وہاب صاحب کی کتاب منظر عام پر آئی وہ دراصل ان کا تحقیقی مقالہ ہے جس پر بہار یونیورسٹی، مظفر پور نے ۱۹۶۸ء میں انہیں پی۔ایچ۔ڈی

کی ڈگری دی۔

باب دوم میں وہاب اشرفی کا جائزہ شاعری کے نقاد کے طور پر لیا گیا ہے۔صنف شاعری پر وہاب اشرفی کی اکثر تنقیدی نگارش مضامین کی شکل میں ہیں۔جو کہ الگ الگ اوقات وحالات میں وقفے وقفے سے لکھے گئے ہیں۔موضوع کے لحاظ سے بھی ایک دوسرے سے مختلف ہیں اس لئے مجموعی طور پر ایک تاثر دینا بہت مشکل معلوم ہوتا ہے۔شعرا اقبال کے علامتی پہلو، اقبال کا عہد اور ان کی رومانیت، اسی طرح غالب، مومن، ولی جیسے قدیم شعرا سے لے کر ہم عصر اور ابھرتے ہوئے شعراء تک پر قلم اٹھایا ہے۔مطالعہ کے درمیان اکثر پڑھنے کو ملتا ہے کہ وہاب اشرفی کے قلم سے اردو نثر کا سرمایہ زیادہ فیضیاب ہوا ہے جب کہ شاعری پر ان کے مضامین کا مطالعہ کرنے بیٹھتے ہیں تو مضامین کے انبار لگ جاتے ہیں۔صنف شاعری سے متعلق پچاس سے زیادہ مضامین ہیں۔ان کے علاوہ مثنوی اور مثنویات، مثنویات میر کا تنقیدی جائزہ، قطب مشتری وغیرہ مستقل کتابیں یہیں نہیں بلکہ شاعری کی تفہیم کے لئے 'تفہیم البلاغت' لکھی، جس میں شاعری کے قواعد بیان کئے گئے ہیں۔یہی وجہ ہے کہ میں نے اپنے مقالہ کا موضوع ''وہاب اشرفی کی تنقید کا تحقیقی وتنقیدی جائزہ'' اپنے نگراں استاد پروفیسر شہپر رسول صاحب کی معاونت سے تبدیل کرایا اور اس مقالہ کا عنوان ''وہاب اشرفی کی تنقید کا تحقیقی وتنقیدی جائزہ'' قرار پایا کیونکہ ان کی تمام نگارشات پر الگ الگ وضاحت کے ساتھ قلم اٹھانا مشکل امر تھا اور تب جب کہ وہ مضامین کی شکل میں ہوں۔ان مضامین میں غالب ہوں، اقبال ہوں، مومن یا ۱۹۶۰ء کے بعد اردو شاعری جیسے موضوعات ہوں سارے مضامین میں متن پر زور دیا گیا ہے۔جدید معیار تنقید اپنایا گیا ہے۔شاعری کی فنی قدروں کو بھی اجاگر کیا گیا ہے اور جا بجا ان کے متن سے حوالے دئے گئے ہیں۔ جہاں ضروری سمجھا گیا ہے وہاں امریکی، روسی، برطانوی، سنسکرت یا عربی، فارسی وغیرہ کی تخلیقات سے استفادہ کیا گیا ہے۔لیکن ہر جگہ ان کا مطمع نظر انتہائی واضح ہے۔تجزیاتی مطالعے میں باتیں منطقی تسلسل کے ساتھ نہایت مدلل انداز میں بیان کی گئی ہے۔

تیسرے باب میں وہاب اشرفی کا مطالعہ فکشن کے نقاد کے طور پر کیا گیا ہے۔افسانے کا منصب ہو، کل اور آج میں افسانے کا موازنہ ہو، یا افسانے میں تجربہ اور علامت تمام پر اجمالی بحث ملتی ہے وہاب صاحب کے اور بھی مضامین ہیں جس میں افسانہ نگاروں کے فکر وفن پر تفصیلاً گفتگو کی گئی ہے مثلاً پریم چند، بیدی، غیاث احمد گدی، جوگیندر پال، شفیع جاوید، منظر کاظمی، منٹو وغیرہ۔ان مضامین میں وہاب اشرفی نے فن کاروں کی فکری وفنی روش میں متن کو اساس بنایا ہے۔درحقیقت وہاب صاحب فن پارے کے انفرادی وجود کے قائل ہیں ان کے نزدیک ہر تخلیق کی اپنی دنیا اپنی فضا اور اپنا ماحول ہوتا ہے۔

اس مقالے کا چوتھا باب ''وہاب اشرفی اور مابعد جدیدیت ہے۔جس میں یہ بتایا گیا ہے کہ مغرب میں مابعد جدیدیت کی تحریک کس طرح پیدا ہوئی۔فرانسیسی تحریک Enlightenment Movement یعنی روشن خیالی کی تحریک کی ناکامی نے مابعد جدیدیت کی صورت اختیار کی۔اور روشن خیالات کی تکمیل کے لئے کام کرنے لگی۔جن مغربی مفکرین نے اس تحریک کو واضح کیا اور رائج کیا ان کے نظریات کیا تھے۔اردو مابعد جدیدیت کا آغاز و ارتقاء اور پھر مابعد جدیدیت پر وہاب اشرفی کا نظریہ پیش کیا گیا ہے۔مابعد جدیدیت سے متعلق وہاب اشرفی کے چند مضامین ہیں اور ایک جامع اور مستقل کتاب ''مابعد جدیدیت مضمرات وممکنات'' ہے جس میں انتہائی آسان اصطلاح اور الفاظ میں اس گنجلک موضوع کو سمجھانے کی کوشش کی گئی ہے۔

پانچواں باب ''وہاب اشرفی کی دیگر نگارشات'' کے عنوان سے ہے۔اس باب میں ان کی تنقید کے علاوہ تحریروں کو شامل کیا گیا ہے۔جس میں ان کی تاریخ نگاری، تبصرہ نگاری، افسانہ نگاری اور صحافتی کارنامے پر روشنی ڈالی گئی ہے۔